علیہ صلوات وسلام تسلیما
ہزار ہزار سپاس صمد کہ این مسدس وفات شریف حضرت محبوب احد صلعم مسمّی بہ
شام ابد
تصنیف لطیف جناب منشی امیر احمد صاحب امیر ادام اللہ فیضہ
در مطبع المصطفیٰ دار الریاست رامپور بعہد ریاست باشرف طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب عالم ایجاد مین خیر البشر آئی
بندون کو خدائی کی تماشی نظر آئی

پردہ جو اولٹ کر وہ شہ بحر و بر آئی
انوار نبوت جو ادہر تھی ادہر آئی

ہان خوش ہو کہ محبوب کو اللہ نی بہیجا
ناظم طرف ملک شہنشاہ نی بہیجا

بندون پہ عجب پرورش رب صمد ہی
ناظم بہی وہ بہیجا ہی جو بی بیم احد ہی

ہمراہ فرشتون کا پرا بحر مدد ہی
جو معجزہ ہی حضرت سلطان کی سند ہی

کی طرفہ عنایت شہ لولاک پہ حق نی

بہ سست جو تھی بندۂ بت کبر کی ماری
لو بت شکن آیا ہی اوٹھی پاؤن ہماری
در پردہ بتون نی بھی کیی اونکو اشاری
ذرّون نی صدا دی شجر و سنگ پکاری

مرسل ہی یہ مرسل ہی نبی ہی یہ نبی ہی
کہتی ہین جسی نور الٰہی یہ وہی ہی

یہ نور تھا اوس رحم کہ تھا اور کوئی نور
دریای عطا میں تھی او نہین تھا یہی نور
شیشون مین حجابات کی مانند پری نور
جنت مین کبہی سایۂ رحمت مین کبہی نور

پیشانی پہ نور سی قطری جو بہی ہین
جتنی ہین نبی سب اونہین قطرون سی بنی ہین

لوح و قلم و عرش برین روضۂ رضوان
کوثر ہو کہ تسنیم ہو حورین ہون کہ غلمان
قدسی و ملک کرسی و مہر و مہ تابان
افلاک و زمین جن و بشر عالم امکان

سب نی شرف اس مطلع انوار سی پایا
جو جسنی کہ پایا اسی سرکار سی پایا

بیشک پسر آمنہ ہی صاحب اعجاز
کسری کا محل پست در زلزلہ ہی باز
موسیٰ کی طرح اس کی امین مین سرافراز
وہ کنگرون کی گرنی کی صاف آتی ہی آواز

قحط آی نہ کفار پہ یہ خوف بڑا ہی
[illegible]

اسلام کا غمخوار ہی یہ ناظم نہین زرکش
دل کفر کا توڑیگا یہ بی ناوکِ ترکش
مستون سی کہو اب ان ہی خونِ جگرکش
فرض اسکی اطاعت ہی جو ہین پادشہ سرکش

صلح اس سی کرین تاکہ جہان مین نہ وغا کی
جب نہین دیکھی ہین ابھی تیغ خدا کی

تو آتی ہی آواز کہ یہ بدر دجیٰ ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ شمس ضحیٰ ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ نور ہدیٰ ہی
تو آتی ہی آواز کہ یہ نور خدا ہی

دنیا مین عجب صاحبِ سیف و قلم آیا
منہاج کرم کیا کہ سراجِ قدم آیا

آدم کی خلافت ہی تو اقلیم سلیمان
خلت ہی براہیم کی داود کی الحان
عیسیٰ کی عبادت سخن موسیٰ عمران
اور حسن مین یوسف تو یہ ہی یوسفِ کنعان

ایوب کا ہی صبر تو یعقوب کی خو ہی
عرفانِ اتم پہول یہ اوس پہول کی بو ہی

انشگدی حبشی مین کہن سال وہین رو
دہشت سی ہر اک کاہن و ساحر کا ہی منہ زرد
شداد کہ قدم اسکا جو نہ ہوا اسکی وہ ہی گرد
دی ساتھ جو اسکا ہی وہی مرد وہی مرد

دشمن ہی جو اسکا وہ عدو رب علا کا
جو دوست ہی اسکا ہی وہی دوست خدا کا

آئینہ ہی آفاق پہ طفلی کی حقیقت
ظاہر ہوی مرسل سی جو اعجاز نبوت

خالق سی جوانی ہین ملا تاج رسالت
اسلام کی رونق ہوئی ہونی لگی بیعت

تھی آج جو دس بیس تو کل بڑھ گئی سو سی
ذرات چمکنی لگی خورشید کی ضو سی

گلزار رسالت ہین شگفتہ جو ہوا گل
اجزا جو بڑھی دفتر اسلام ہوا کل

مشتاق لقا جمع ہوی صورت بلبل
لو کھنچ ہی باطل کا حق آیا یہ اٹھا غل

روشن جو ہوئی شمع تو ظلمت گئی صف سی
پروانون کا انبوہ ہوا چار طرف سی

جو دین مین آیا وہ ہوا صاحب توقیر
آوازہ اسلام ہوا ابسکہ جہانگیر

منہ جسنی کہ پھیرا وہ ہوا طعمۂ شمشیر
تھرا گئی آفاق مین جتنی تھی مشاہیر

گردان جہان لا نہ سکی تاب وغا کی
جس سمت گئی فتح ہوئی فوج خدا کی

کیا شاہ تھا کیا فوج تھی کیا جمع امرا
اصحاب وفادار بھی کتنی تھی وفادار

انصار پہ شہ کی نظر لطف تھی مرتا
آفت مین مصیبت مین یہ تھی یار و مددگار

خاصانِ خدا عاشقِ محبوبِ الٰہی
سو جان سی آقا پہ تھی [illegible]

راوی کا بیان ہے یہ کتابوں سے روایت
اصحاب میں تھی ایک بڑی صاحبِ جمعیت
تھی لوثِ معاصی سے بری پاک تھی طینت
عقبیٰ کا شرف تھا اونہیں دنیا کی مصیبت
دنیا میں تھا کام اونہیں اور کسی سے
مدہوش تھی دن رات مئے عشقِ نبیؐ سے

زوجہ بھی وفادار کی تھی مومنۂ پاک
زہرا کی ہوا خواہ کنیزِ شہ لولاک
دو طفل صغیر اوسکی کہ محسودِ مہِ افلاک
ماں باپ کی دل اونکی نظارے سی تھی خناک
دو پھول وہ دو لال تھی مادر کی نظر میں
دو لالۂ احمر نگہِ چشمِ پدر میں

ماں اونپہ فدا باپ تھا سو جان سے قربان
رحمت کا کیا کرتی تھی اونکے لیے سامان
تھا باپ کا یہ قول کہ اے خالقِ رحمان
چھوٹے ہیں ابھی ہوں جو بڑے یہ مہِ تابان
چھوڑ آؤں میں ان دونوں کو خدمت میں علیؑ کی
حاصل ہو غلامی اونہیں سبطینِ نبیؐ کی

شوہر سے یہ زوجہ نے کیا تذکرہ اک روز
مشتاق ہے دیدارِ نبیؐ کا دلِ پرسوز
دعوت کا ہو سامان تو ہوں شاد و شرف اندوز
آئیں جو پیمبرؐ تو زہے طالعِ فیروز
مشکل ہے مگر صاحبِ معراج کی دعوت
کاہیکو پسند آئیگی محتاج کی دعوت

شوہر نی کہا شرط ہی انسان کو ارادہ
مین جاکی کرون گا تری خواہش کا اعادہ

گر فکر خدا دی سے تجھے توفیق زیادہ
ہی عام کرم وہان در رحمت ہی کشادہ

کیا دور چلی آئین جو عاجز کی مکان مین
ہی خلق عظیم آپ کا مشہور جہان مین

القصہ ہوئی دعوت محبوب کی تدبیر
خدمت مین محمد کی گیا صاحب توقیر

بازار سی لی ایک چڑا ایسا کہ تھی سیر
کی عرض کہ ای خسرو ذیجاہ و جہانگیر

مقبول ہو مجھ عاجز کم زور کی دعوت
منظور سلیمانؑ نی بھی کی مور کی دعوت

زوجہ ہی مری گھر مین جو ای ختم رسالت
لونڈی کو ہی منظور نظر آپ کی دعوت

مدت سی وہ رکھتی ہی تمنای زیارت
ڈرتی کی بڑی ہی پہ توجہ شہ سی حضرت

رہ جیتی ہی بندی کی نہ کہنی کو خدا را
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

دعوت ہوئی منظور تو خوش خوش وہ گھر آیا
زوجہ کی طرف لیکی جو اچھی خبر آیا

اوڑتا ہوا مانند نسیم سحر آیا
گلزار اوسی کلبہ احزان نظر آیا

شادان ہوئی ایسی خبر خلق نبی سی
پھولی نہ سماتی تھی وہ جامی مین خوشی سی

خود مومن وہیں آکر گیا جانب بازار — سودا وہ لیا مول جو عورت تہیں درکار

کی ذبح وہ بز بھی رضامند تھی غفار — کہانی کی پکاتی ہوئی مومنہ طیبہ

آتا کبھی کوٹھا کبھی مطبخ کی خبر لی
آیا جو عرق گود ذرا فیض سی بھر لی

کوئی زن ہمسایہ جو وارد ہوئی اوس دم — خواہاں ہوئی شرکت کی کہ صحبت ہو فراہم

بولی کہ نہیں کچھ بھی محنت کا نہیں غم — دل آج مرا بلکہ مشقت سی ہی خرم

تکلیف کچھ اپنی نہیں راحت یہ بڑی ہی
کیا آنچ سی دوزخ کی بھی یہ آنچ کڑی ہی

میں جسکی لیے آج پکاتی ہوں یہ کھانا — محبوب الہی اوسی کہتا ہی زمانا

دعوت میں مری مد نظر اوسکو ہی آنا — جسکا در دولت ہی دو عالم کا ٹھکانا

آنسو جو دہوئیں میں بنی آب ہوا ہی
گلزار براہیم کی آتش میں فضا ہی

کہانی کی پکانی سی جو حاصل ہوئی فرصت — دالان میں پھر فرش بچھایا پی دعوت

آنکھون کو کیا فرش بصد حسن عقیدت — وعدہ تھا جو مومن سی تو وارد ہوئی حضرت

چمکا وہ مکان نور رخ شاہ امم سی
گھر مطلع انوار ہوا فیض قدم سی

دعوت کی تردد میں تھی یہ زوجہ و شوہر
بازی میں نہ بام کبھی تہی کبھی ادہر
اطفال بھی اونکی جو ہمعصر منور
دیکھا تھا ذبیحی کو دم ذبح مکرر

غفلت سی تہی آمادہ اوسی میان یہ دونون
تقلید جو کی کھیل سے گئے جان یہ دونون

گہر جا کی جو ڈہونڈہا او نہین ہاتہ آئین جہر دونان
اسکی تو چھری اوسکی ہوئی طوق گریبان
باڑہ اونکی اوپی برق کی مانند درخشان
اور اوسکی چہری سی یہ ہوا بسمل و بیجان

گہوارہ بنی اکی اجل سو گئی دونون
مذبوح ذبیحی کی طرح ہو گئی دونون

مادر کا محبت سی لہو جوش میں آیا
قسمت نے یہ سامان لب بام دکہایا
ڈہونڈہا تو بہت پر کہیں دونون کو نہ پایا
تڑپی کبہی چہاتی سی کبہی اونکو لگایا

ہر چند کی نالہ کشی ضبط تحمل تہا
بیساختہ رو اوٹہی کہ مادر ہی کا دل تہا

پہچان کی زوجہ کی صدا اصحاب ایمان
رونی لگی زوجہ تو کہا اوسنی کہ ہان ہان
پہونچا جو لب بام تو دیکہا یہی سامان
حضرت نے کہا کہ پریشان نہو خاطر مہمان

چلا کی اگر تو نی غم دل سی بکا کی
دعوت میں خلل آئیگا محبوب خدا کی

کیا ضبط کیا مومنہ نی شک کئی پاک ‏— اور آئی وہ دونون طرف سید لولاک
دعوت کا جو کھانا تھا چاہو کی فرحناک ‏— ظاہر مین فرحناک تہی باطن مین جگر چاک

خاموش مگر ہاتھون اوچھلتا تھا کلیجا
دونون سی سنبھالی نہ سنبھلتا تھا کلیجا

نازل ہوئی جبریل امین حکم خدا سی ‏— دی ختم رسالت کو خبر اونکی قضا سی
حضرت نی کہا مومن با صدق و صفا سی ‏— بیٹون کو بلا دو ہی تو ہون سیر غذا سی

دیدار نبی کی غرض کہ وہ گہر مین نہین ہین
مصروف کسی کہیل مین شاید کہین ہین

ہرچند کیا اونسی یہ حیلہ یہ بہانا ‏— حضرت نی مگر فرط عطوفت سی نہ مانا
ارشاد ہوا مجھکو بتا اونکا ٹھکانا ‏— بی اونکی نہ کہاؤنگا نہ کہاؤنگا مین کہانا

تنہائی مین کھالون یہ عادت نہین مجھکو
بچی نہون تو کہانی مین لذت نہین مجھکو

محبوب دلارام تو ایسی ہین مری وہ ‏— کہانا جو مین کھاتا ہون بلا لیتا ہون اونکو
ہر وقت مری ساتھ نہین ہو تو بہی مجھ ‏— تم اپنی ہی لڑکون کو مری پاس بلاؤ

فرزند مری دونون ترے نخچہ دہن ہین
سمجھونگا مری پاس حسین اور حسن ہین

کہتا تھا جو کسی طرح سی حضرت نی نہ کھایا — بھیجا وہ وہی بیٹی کو جو حال سنایا
تشنہ بولی کہ تو بھی سخن لب پہ یہ لایا — بھوکی میں فقط پیاس بھی ہی یہ سبب مجھکو ستایا

اندیشہ کچھ ای مومنو بیدا نہیں ہی
مردون کا جلانا ہمیں دشوار نہیں ہی

نام اونکی لیئی دی شہ کونین نی آواز — اوٹھ بیٹھی پیارو کہ ہی غم حوصلہ پرواز
بس سو چکی اٹھو اب سی آنکھون کو کرو باز — جان آگئی دونون میں اسی کہتی ہین اعجاز

زندہ ہوی وہ حکم شہ عرش نشین سی
عیسٰی نی بھی دی قم کی صدا چرخ برین سی

ہنستی ہوی کوٹھی سی وہ بچی اوتر آئی — ماں باپ کی آغوش میں بخت جگر آئی
آنکھیں ہوئیں روشن کہ وہ نور نظر آئی — یاقوت تو معدن سی صدف سی گہر آئی

دن پھر گئی اونکی کرم خیبر ور اسی
کیا عید محرم میں ہوئی فضل خدا سی

ای اہل عزا اب ہی محل غور کا ایسا — ان پر تو ہوا یہ کرم خیبر والا
امت کا جو مہمان تھا احمد کا نواسا — یعنی کہ حسین ابن علی دلبر زہرا

کیا جوع و عطش تھی کہ اندھیرا تھا نظر مین
مہمانون کی دعوت تھی یہ جلاد کی گھر مین

شبیر کی فرزند جو تھی اکبر و اصغر — پہ تیر وہ نیزی سی ہوا سر دو ٹکڑہ
اوس روز جو ہوتی شہ کو بن بیٹیا — کرتی لب جانبخش سی زندہ وہ مقرر
مجروح جگر بانو کی دلگیر نہ ہوتی
غش لاشوں پہ شبیر کی ہمشیر نہ ہوتی

یہاں تک تو روایت کا بیان کلک نی لکھا — منظور ہی اب حال وفات شہ والا
انجام بشر مرگ ہی فانی ہی یہ دنیا — کوئی نہ زمانی میں رہا ہی نہ رہیگا
کیا جانی کوئی کونسی رحلت کی گھڑی ہے
کھینچی ہوی تلوار اجل سر پہ کھڑی ہے

جسکی لیی اللہ نی کی خلقت عالم — جاتا ہے زمانی سی وہ فخر بنی آدم
ایسا جو پیمبر ہے سو خاک میں ہم — سچ ہی یہ مہینا بھی محرم سی نہیں کم
ہر گھر میں ہو سامان عزا غم میں نبی کے
دیندار سیہ پوش ہوں ماتم میں نبی کے

لازم ہی کہ دیندار کریں چاک گریبان — اوٹھتا ہی وہ دنیا سی جو ہی باعث امکان
امت سی ہی اب رخصت پیغمبر ذیشان — اس داغ کا مرہم ہی نہ اس دکھ کا درمان
صدمہ سا ہی صدمہ دل جبریل امین پہ
نزدیک ہی افلاک گرین ٹوٹ کی زمین پہ

ہر بحر میں اک شور ہے فریاد و بکا کا
ہر دشت میں ہنگامہ ہے باد و زحیرا کا
سامان مدینے میں ہے حضرت کی عزا کا
گلی میں ہے غل کوچے میں محشر ہے خدا کا

یارب یہ خزاں آئی ہے گلزار پہ کیسی
چھائی ہے اداسی در و دیوار پہ کیسی

بیمار وہ خود ہے جو مسیحائے زمان ہے
قوت ہے جو ایمان کی وہی ناتوان ہے
گلشن کرم و جود کا پامال خزاں ہے
وہ باغ اجڑتا ہے کہ جو رشک جنان ہے

آثار قیامت کے ہیں ارض و سما میں
تاریک جہاں ہے نظرِ اہلِ وفا میں

انوار نبوت سے جہاں ہوتا ہے خالی
عشاق نبی ہوتے ہیں بے وارث و والی
کفار کی اشرار کی چہروں پہ بحالی
اصحاب پہ انصار پہ رات آئی ہے کالی

برپا ہے تلاطم حرمِ شاہِ عرب میں
خورشید چھپا جاتا ہے پردۂ شب میں

جاتا ہے وہ اب جو ہے زبونوں کا ہی شوہر
اٹھتا ہے یتیموں کا پدر داعی منتظر
اب کون زمانے میں ہے مسکینوں کا یاور
لٹتی ہے آس شہر میں یہ ہی محشر

صد حیف مٹی زینت پیرایۂ رحمت
دردا سر امت سے اٹھا سایۂ رحمت

لکھا ہی کہ ہجرت کا ہوا سال جو سوان
اک درد اوٹھا سر مین ہوا حال پریشان
حج کر کی پھری کعبی سی وہ شہ ذیشان
تھی تپ کی یہ شدت کہ نخود تن پہ ہون بیان

صدمہ یہ تہا عجب طرحکا سلطان زمن پر
کیا تاب تہی رکھدی جو کوئی ہاتھ بدن پر

مسجد کی طرف آپ اوسی حال مین آئی
رخصت کا سخن سب سی لب پاک پہ لائی
ہر سو سی فراہم ہوی سب اپنی پرائی
کیا کیا کلمی یاس کی حضرت نی سنائی

تکیہ تھا اونہین خالق عالم کی رضا پر
چھوڑا حرم و آل کو ہمت کو خدا پر

دو روز تو جبرئیل نی کی شہ کی عیادت
اور تیسری دن آکی کہا ہی دم رحلت
پوچھا ہی مزاج آپ کا اللہ نی حضرت
آئی ہین ملک الموت جو دین آپ اجازت

منظور شفا ہو تو نہین دیر شفا مین
ہون زیب فزا ورنہ درگاہ خدا مین

حضرت نی کہا ہین ہم تو فقط تابع فرمان
بولی ملک الموت سی پھر وہ شہ ذیشان
میری وہ رضا ہی جو رضامندی رحمان
ہان کام کرا اپنا کہ یہ مشکل ہی ہو آسان

جنت کو گئی چھوڑ دیا دار فنا کو
آباد کیا آپ نی اقلیم بقا کو

تھی نور خدا نور خدا مین ہوئی شامل
کیا مرتبہ قرب ہوا آپ کو حاصل
کیا راہ تھی ہوتی ہی روان ملک کی منزل
اقصی کی طرح دائرے مین ہو گئی داخل
ممکن نہین اب ہجر جدا ہو لب عیسی
کیا رنگ اڑا رنگ مین بو ملگئی بو سی

دلہای زنان بنی ہاشم تہ و بالا
کرتی تھی کوئی آہ کسی لب پہ تھا نالا
سبطین کا باقی نہ رہا پاسنی والا
کہتی تھی کہ جو مرضی اللہ تعالی
کہتی ہوئی غربت پہ مرنج و تعب آئی
خاتون قیامت پہ یتیمی کی شب آئی

فرماتی تہین رو رو کے کہ دیکھو مری حالت
پیوند مین جسمین وہ رو اسرہی حضرت
بچپن سی مرے تمکو نہایت تھی محبت
اسوقت نہین ہوتی ہی کیون ایسی عنایت
سجہ ماں سی یہ روٹھی ہین مناتی نہین انکو
اب سینہ اقدس سی لگاتی نہین انکو

بھوکی یہ ہوئی ہین انہین کچھ لاکی کھلاؤ
پیاسی ہین نہایت انہین پانی تو پلاؤ
چہرہ سی ذرا گوشہ چادر تو ہٹاؤ
ماتم مین یہ بیتاب ہین منہ انکو دکھاؤ
ہین خاک بسر گرد ہین یہ چاند اٹھاتی ہین
منہ لال طمانچون سی ہین گرتی ہین اٹھتی ہین

ہر ایک محل مین تھی بپا شورش محشر
بالون کو پریشان کیا کھولی ہوی سر
چہرون پہ ملی خاک نہایت ہوئین مضطر
اتنا بھی نہین ہوش کہ کب گر گئی چادر

آفت کی قیامت کی مصیبت کی گھڑی تھی
جو بی بی تھی سایی کی طرح غش مین پڑی تھی

تھی بین غش مین کہ جہان ہو گیا خالی
افسوس کہ ہم ہو گئی بی وارث و والی
سامان رنڈاپی کا ہوا کیسی تبالی
آئی ہی فقیری کفنی پہنین گی کالی

کیا دیکھی خطا ہم سی کہ منہ موڑ گئی تم
اتنا تو کہو کس پہ ہمین چھوڑ گئی تم

اصحاب کی نالون سی ہوا حشر نمایان
عمامی گری سر سی کیی چاک گریبان
محراب کی رونق گئی مسجد ہوئی ویران
بیوارث و والی ہوی جتنی تھی مسلمان

تھا ہوش کسی کو نہ غم خیر بشر سی
دیوار سی ٹکراتی تھی سر کوی کبھی در سی

دریا تھا ہر اک دیدۂ نمناک سی جاری
تا عرش گیا غلغلۂ نالہ و زاری
کہتی تھی کہ دم بھر مین اب بیتی ہی بھاری
جی جائین ہم آجای اگر موت ہماری

ای کاش کرین ہم بھی سفر ملک بقا کا
دامن نہ چھٹی ہاتھ سی محبوب خدا کا

خاموش اسیر اب کہ نہین طول کا ہنگام
خالق سی دعا مانگ کہ یا خالق علام

کافی ہی یہی تذکرہ شاہ خوش انجام
دنیا مین بہی عقبی مین بہی سب مری بنین کام

تا زیست ہون الفت محبوب خدا مین
دم نکلی مرا ختم رسالت کی ولا مین

مانگون جو دعا ہو وہ اجابت سی ہم آغوش
جب تک مین جیون ہو نہ تری ذکر سی خاموش

جو بار مری سر پہ ہین کر سب سی سبکدوش
محشر مین جو اوٹہون تو تری عشق کا ہو جوش

محبوب کا مداح لقب حشر مین پاؤن
جو کچھ نہ یہان پاؤن وہ سب حشر مین پاؤن

یارب مری محسن مری مالک مری آقا
یارب مری استاد و تلامیذ و احبا

یارب مری مان باپ بہن بہائی شناسا
یارب مری اہل او عیال اور اعزا

سب بخشی جائین نہو ایک سی پرسش
کچھ بد سی نہ پرسش ہو نہ کچھ نیک سی پرسش

زندان مصیبت سی چہٹرا حشر مین سب کو
دیدار میسر ہو ترا حشر مین سب کو

آئی تری رحمت کی ہوا حشر مین سب کو
ہو جام عنایت ہو عطا حشر مین سب کو

مقبول ہون یارب مری جتنی ہین دعائین
آگی تری رحمت کی یہ کیتنی ہین دعائین

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ کہ اس زمانے مین دو مسدس ایک جسکا نام شام ابد ہی بیان وفات شریف حضرت خاتم المرسلین مین اور دوسرا وہ جسکا نام صبح ازل ہی ذکر ولادت حضرت خیر الاولین و الآخرین مین شاعر اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر سلمہ اللہ تعالی دیرینی علاوہ ذکر شاہ انبیا مسدس مصنفہ و مطبوعہ سابق کی جدید تصنیف فرمای اور ماہ ربیع الآخرہ سنہ ۹۴ ۱۲ ہجری مین قلم جواہر رقم خوشنویس خفی و جلی شیخ حسن علی صاحب بریلوی نے لکھہ کر تحریر و طبع کی جوہر دکھای * * * * * * *

تمت